© rasailojaraid.com

اسلام نافذ تو کر کے دیکھو!

سعودی عرب کے ممتاز عالم دین سماحۃ الشیخ عبد اللہ بن حمید صدر مجلس قضاء الاعلیٰ مکہ مکرمہ نے ۱۳۹۷ھ میں کراچی کے مولانا نور احمد صاحب کے استفسار پر اسلامی نظام کے بارے میں ایک مضمون تحریر فرمایا تھا جس کا اردو ترجمہ بیگم عائشہ باوانی وقف کراچی نے شائع کیا ہے۔ مضمون کا ایک اہم حصہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ (ادارہ)

اس زمانہ میں مسلمانوں کو زندگی کے ہر دائرہ میں متعدد مشکلات سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔ مثلاً شریعت کے احکام کو نافذ کرنے میں یہ مشکل ہے کہ بعض لوگ شرعی حدود کے نفاذ کو ناممکن بتاتے ہیں اور اس کے مقررہ احکام کو بے رحمی، سخت دلی اور وحشت سے تعبیر کرتے ہیں۔ معاشرت اور اجتماع میں یہ ہے کہ عورتوں کی آزادی کا ذکر بہت ہوتا ہے۔ عمل میں اس کی آزادی اور مردوں عورتوں کے باہمی اختلاط پر بحثیں ہوتی ہیں۔ معاشیات کے سلسلہ میں ربا (سود) اور بیمہ کے مسائل اور مشکلات پیش آتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جمہور مسلمان ان مشکلات کا حل معلوم کرنا چاہتے ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ اس قسم کے سوالات جو درپیش ہیں، ان کے جوابات انہیں مل جائیں، اس لیے لوگ سوالات لے کر کبھی اپنے علماء کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور کبھی اپنے لیڈروں اور اپنی حکومتوں سے ان کے جوابات کا مطالبہ کرتے ہیں اور ان مشکلات کا حل چاہتے ہیں۔ بعض علماء ان میں سے ایک ایک سوال کا الگ الگ جواب اور ان مشکلات کا جزئی حل تلاش کرنے کی سعی بھی کرتے ہیں لیکن ان کی توجہ اصل موضوع اور اس کی حقیقت کی طرف نہیں ہوتی ہے۔

ہم اس سلسلہ میں یہ کہتے ہیں کہ یہ بالکل غیر منطقی بات اور غیر منصفانہ مطالبہ ہے کہ کسی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معین نظام سے اُن مشکلات کے حل کا مطالبہ کیا جائے جو اس نے نہیں پیدا کی ہیں بلکہ ایک دوسرے نظام نے پیدا کی ہیں جو اپنی ساخت اور اپنے طریقہ عمل میں اس سے بالکلیہ مختلف واقع ہوا ہے معقول منطقی طریقہ تو یہ ہے کہ جو کسی معین نظام سے مشکلات زندگی کا حل چاہتا ہے وہ پہلے اس نظام زندگی کو حقیقۃً جاری کرے پھر دیکھے کہ یہ مشکلات اور بمایاں ہو جاتی ہیں، کم ہو جاتی ہیں یا ان کی صورت و کیفیت میں تغیر ہو جاتا ہے۔ صرف اسی صورت میں یہ ممکن ہو گا کہ اس نظام پر عمل کی صورت میں جو مشکلات پیدا ہوتی ہیں اُن کے حل کا سوال کیا جائے۔ اسلام ایک مکمل و مربوط اجتماعی نظام ہے جس کا ایک رُخ دوسرے سے مربوط ہے ایک دوسرے کو قوت بخشتا ہے۔

اسلام ایک ایسا نظام ہے جو اپنی طبیعت، تصورِ حیات اور زندگی کے وسائل میں تصرفات کے اعتبار سے تمام مغربی و مشرقی نظاموں سے بالکلیہ مختلف ہے اور یہ اختلاف بنیادی اور کلی ہے۔ اور یہ تو ثابت شدہ بات ہے کہ آج جو اجتماعی مشکلات درپیش ہیں، ان کے پیدا کرنے میں اسلامی نظام کا کوئی دخل نہیں ہے۔ یہ مشکلات معاشرہ پر دوسرے نظاموں کی تطبیق اور اسلام کو زندگی سے دور کر دینے سے پیدا ہوئی ہیں۔ کیا اس کے بعد یہ عجیب بات نہیں ہے کہ اسلام سے ان مشکلات کے حل کرنے کی تدبیر پوچھی جائے اور بار بار سوالات کیے جائیں۔ اسلام سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ ان مشکلات کو حل کرے۔ اور کیا ایسے معاملات میں اسلام کی رائے پوچھی جا سکتی ہے جن کے پیدا کرنے اور اُن کے مہتم بالشان بنا دینے میں اسلام کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

اسلامی حکم کا سوال اُن ملکوں سے آتا ہے جہاں اسلامی نظام موجود ہی نہیں ہے اور عجیب تر یہ بھی ہے کہ یہ سوالات اور یہ استفتاء ان لوگوں کی طرف سے آتے ہیں جو اسلامی حکم کو پسند ہی نہیں کرتے بلکہ اس دن کے تصور سے کانپ اُٹھتے ہیں جس دن اسلام کی حکمرانی ہو گی۔

آج کل اسلام کا اس سے کیا تعلق ہے کہ عورتیں دفاتر میں کام کریں یا نہ کریں، مرد و عورت باہم اختلاط رکھیں یا نہ رکھیں، سود سے پیدا شدہ مشکلات پر قابو پایا جائے تو کیسے پایا جائے اشتراکیت صحیح ہے یا غلط، کسی ایسے معاشرے میں جہاں نہ اسلام کی حکمرانی ہو اور نہ اُس کے حکم کی اطاعت کی جاتی ہو۔ وہاں جو مشکلات موجودہ نظاموں کی تطبیق سے پیدا ہوتی ہیں ان میں سے کسی مشکل کے ساتھ اسلام کا کیا واسطہ ہے؟ جب لوگوں نے اسلام کو حکومت سے، اور حکومت کے قوانین سے دور ہی کر دیا اور اجتماع و معاشرہ سے، عوام کی زندگی اور رفتارِ زندگی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے اسلام کو قریب ہی نہیں آنے دیا جاتا ہے تو پھر ان جزئی مسائل کے متعلق اسلام کا حکم معلوم کرنے کے سوالات ہی کیوں کرتے ہیں؟ اس کا ادراک و یقین ضروری ہے کہ اسلام ایک ایسا کُل ہے جس کے ٹکڑے ٹکڑے نہیں کیے جا سکتے، اس کو یا تو کُل کا کُل اپنایا جا سکتا ہے یا پھر سارے کا سارا چھوڑ دیا جائے۔ معاشرہ کی عام اساسوں میں اور زندگی کے بنیادی امور میں اسلام کو چھوڑ کر چھوٹے چھوٹے حقیر معاملات میں اسلام سے فتویٰ حاصل کرنے کی سعی کرنا اسلام کی تحقیر و تذلیل ہے اور کسی مسلمان کے لیے اس طرح کی تذلیل و تحقیر کو قبول کر لینا جائز نہیں ہے۔ اس طرح ان مجتمعات میں ایسی جزئی مشکلات کی بہتات سے متعلق ہر فتویٰ کا صحیح اور صریح جواب تو یہی ہے کہ اُن سے کہہ دیا جائے کہ آپ جائیں پہلے اپنی پوری زندگی پر اسلام کی حاکمیت قائم کریں اس کے بعد جو مشکلات اسلامی نظام کی وجہ سے پیدا ہوں اُن کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر دریافت کریں، اُن مشکلات کے متعلق کوئی سوال نہ کریں جو اسلامی نظام نے نہیں بلکہ اسلام کے برخلاف نظاموں نے پیدا کی ہیں، اسلام ان کے حل کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے۔

اسلام لوگوں کو خاص قسم کی تربیت دیتا ہے ایک خاص شریعت کے موافق احکام جاری کرتا ہے، اسلام انسانوں کے حالات کو خاص قسم کی بنیادوں پر استوار کرتا ہے۔ اجتماعی، معاشی اور روزمرہ کی زندگی کے لیے خاص قسم کے اصول مہیّا کرتا ہے۔ جائیں پہلے اسلام کو تمام و کمال اپنے یہاں کے حکومتی نظام، اصولِ قانون سازی اور تعلیم و تربیت کے ڈھانچہ پر جاری کر لیں پھر دیکھیں کہ یہ مشکلات جن کا حل آپ دریافت کر رہے وہ باقی بھی رہ جاتی ہیں؟

بقیہ: آپ نے پوچھا

کہانی بنا کر پیش کرنا اباحت کے درجہ میں روا ہے جیسا کہ علم ادب ولغت کی کتابیں سب کی سب جھوٹی من گھڑت اور فرضی کہانیوں، شعروں مثالوں، کہاوتوں اور حکایتوں پر مشتمل ہیں اور مدارس عربیہ کے اندر اسی وجہ سے پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں تاکہ ادب ولغت کے اندر معلومات اور ترقی ہو سکے اور اگر اس کے علاوہ محض لوگوں کو بہکانے اور ہنسانے کے لیے ہوں جیسا کہ آج کل اکثر ناول فحاشی و عریانی پر مشتمل ہوتے ہیں تو اس سے نہ صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے زمرہ میں شمار ہوگا بلکہ سراسر وقت کا ضیاع ہے اور معاشرہ کے ساتھ زیادتی ہے۔

© rasailojaraid.com